سرکاری رپورٹ   ساتواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی
کی کارروائی

منعقدہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱-	آغاز کارروائی تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۳
۲-	وقفہ سوالات	۲
	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	
۳-	رخصت کی درخواستیں	۹
۴-	امن وامان کی صورت حال پر عام بحث	۱۰

جلد   شمارہ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۱۔ جناب اسپیکر ------------ عبدالوحید بلوچ
۲۔ جناب ڈپٹی اسپیکر ---------- ارجن داس بگٹی

افسران صوبائی اسمبلی

۱۔ سیکریٹری اسمبلی ---------- مسٹر اختر حسین خان
۲۔ جوائنٹ سیکریٹری ---------- محمد افضل

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۰ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ (بروز یکشنبہ)

زیر صدارت جناب ڈاکٹر سردار محمد حسین۔ چیئرمین / پریزائیڈنگ آفیسر

صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ - آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

جناب چیئرمین :- وقفہ سوالات - سوال نمبر ۲۰۴ جناب محمد صادق عمرانی صاحب دریافت کریں۔ (معزز رکن ایوان میں موجود نہیں تھے)

میر ظہور حسین خان کھوسہ :- جناب اسپیکر - اگر اجازت ہو تو میں یہ سوال کروں؟

جناب چیئرمین :- جی آپ کریں۔

(میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب نے سوال دریافت کیا)

X ۲۰۴ **محمد صادق عمرانی** :- کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ خان پور تا گوٹھ غلام نبی جمالی' اوستہ محمد تا گوٹھ پیرل' مولوی قادر بخش تا میرپور' براستہ گوٹھ نصیب اللہ خان گوٹھ عبدالکریم چتن پٹی تا گوٹھ شاہ پور باغ ٹیل تا گوٹھ نظر خان جمالی اور گوٹھ محمد اسحاق تا نیشنل ہائی وے کی تعمیر پر کل کس قدر رقم خرچ کیا ہے اور اب کام کی بند کرنے کیا وجوہات کیا ہیں۔ نیز مذکورہ کام کا ٹھیکہ کن بنیادوں پر کس کس ٹھیکداروں کو دیا گیا ہے تفصیل دی جائے۔

نواب زادہ جنگیز خان مری (وزیر مواصلات و تعمیرات) - محکمہ مواصلات و تعمیرات نے سڑکیں ۹۳-۱۹۹۲ء میں کل تخمینہ مبلغ 55.574 ملین روپے کی لاگت سے شروع کی گئی۔ جو کہ تمام ضلع جعفر آباد میں واقع ہیں۔

جناب معزز رکن اسمبلی نے مندرجہ ذیل سڑکوں کے بارے میں وضاحت طلب کی ہے۔

کام کا نام	ٹھیکیدار کا نام	کیفیت
۱۔ خانپور تا گوٹھ غلام نبی جمالی	سلطان محمد	۶۰٪ کام مکمل کر لی گئی ہے۔
۲۔ اوستہ محمد تا گوٹھ پیرل	سکندر خان	۱۰۰٪ کام مکمل ہو چکا ہے۔
۳۔ مولوی قادر بخش تا میرپور گوٹھ نصیب اللہ خان	۱۔ محمد یوسف ۲۔ نذیر احمد	۴۵٪ کام مکمل ہو چکا ہے۔
۴۔ چین پٹی تا شاپور	۱۔ صادق علی II۔ محبت خان III۔ منور خان	۱۰۰٪ کام مکمل ہو چکا ہے۔
۵۔ باغ ٹیل تا گوٹھ نظر خان	طاہر خان جالمی	نامکمل
۶۔ گوٹھ محمد اسحاق تا نیشنل ہائی وے	ارباب علی	۷۰٪ فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔
۷۔ محبت شاخ تا گوٹھ عبدالکریم ببر	۱۔ نذیر احمد II۔ محمد اسماعیل III۔ غلام حسین	۴۵٪ فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

اب تک ان سڑکوں پر ۵۰٪، ۴۳ ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ رواں مالی سال ۹۵-۱۹۹۴ء کے لئے حکومت نے ۳۱ لاکھ روپے مختص کئے ہیں جو کہ ابھی تک موصول نہیں ہوئے ہیں اس کے علاوہ مذکورہ بالا کام کو مکمل کرنے کے لئے مزید ۸۶۹۷۴ ملین درکار ہے۔

مذکورہ کام درج بالا ٹھیکداروں کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کے قواعد و ضوابط کے تحت ٹینڈر دیئے گئے ہیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ (ضمنی سوال) - آنرایبل منسٹر صاحب سے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں ڈیٹیل جو دیا گیا ہے حاجی قادر بخش کے بارے میں انہوں نے بتایا ہے کہ پینتالیس پرسنٹ کام مکمل ہوا۔ لیکن سائیٹ پر صرف بیس اور پچیس پرسنٹ کام ہوا ہے اور وہ بھی نہ ہونے کے برابر کیا اس کی تحقیقات یا چیکنگ کا کوئی پروگرام ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات :- ہم اس کی چیکنگ کریں گے۔ میں خود جا کر چیک کرونگا۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ :- تھینک یو سر

جناب چیئرمین :- سوال نمبر ۲۰۵ میر محمد صادق عمرانی صاحب کا ہے۔

(جناب چیئرمین کی اجازت سے میر ظہور حسین خان کھوسہ نے پوچھا)

میر ظہور حسین خان کھوسہ :- ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا کوبسشن ہے۔ سردار صاحب بھی موجود ہیں۔ میرا بھی ایک سوال تھا جو ڈیفر کیا گیا تھا لیکن آج ایجنڈے میں نہیں رکھا گیا۔

X ۲۰۵ محمد صادق عمرانی :- (میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب نے دریافت کیا)

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

دسمبر ۱۹۹۳ء سے اب تک کتنے افراد کو بطور (D.H.O) کہاں کہاں تعینات کیا گیا ہے نیز تعیناتی سے قبل ان کی حیثیت کیا تھی اور کس گریڈ میں کام کر رہے تھے اب ان کی تعیناتی کے بعد وہ کس گریڈ میں کام کر رہے ہیں تفصیل دی جائے۔

(جواب موصول نہیں ہوا)

جناب چیئرمین :- سوال نمبر ۲۰۶ سردار محمد اختر مینگل صاحب دریافت فرمائیں۔
(معزز رکن ایوان میں موجود نہیں تھے)

مولانا عبدالواسع :- جناب اسپیکر - اگر اجازت ہو تو یہ سوال پوچھ لوں؟

جناب چیئرمین :- جی اجازت ہے۔

جناب کچکول علی صاحب :- (وزیر ماہی گیری) میرے خیال میں جواب دیا گیا ہے۔ ان کا اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں۔

جناب چیئرمین :- کوئی ضمنی سوال ہے؟

(کوئی ضمنی سوال نہیں تھا)

X ۲۰۶ سردار محمد اختر مینگل :- (مولانا عبدالواسع صاحب نے دریافت کیا)

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) سال ۱۹۹۴ء میں میٹرک کے امتحان میں کن کن سینٹروں کے طلباء کے نتائج روک دیئے گئے ہیں۔ اس کی وجہ بتلائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ میں ۱۶ سینٹروں کے پرچے گم ہو گئے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور ذمہ دار افسروں کے خلاف کیا کاروائی عمل میں لائی گئی ہے تفصیل دی جائے۔

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر ماہی گیری)

(الف) اس سال میٹرک کے سالانہ امتحان ۱۹۹۴ء کے مندرجہ ذیل امتحانی سینٹروں سے امتحان دینے والے امیدواروں کے نتائج مندرجہ ذیل ناگزیر وجوہات کی بناء پر وقت پر یعنی (۹۴-۹-۳) کو نہیں نکالے جا سکے۔

نمبر شمار	نام سینٹر	وجہ	تاریخ نتیجہ
۱۔	باغبانہ	ایوارڈ لسٹ کا موصول نہ ہونا	۱۲/۹/۹۴
۲۔	خضران (مولا)		
۳۔	اورناچ	ایوارڈ لسٹ کا موصول نہ ہونا	۱۲/۹/۹۴
۴۔	مسلم باغ	پرچوں کے بنڈل محکمہ ڈاک سے موصول نہ ہونا	۱۵/۹/۹۴
۵۔	قلعہ سیف اللہ		
۶۔	درگ	بیالوجی مضمون کے پریکٹیکل کے ایوارڈ متعلقہ ایگزامینر سے نہ پہنچنا۔	۱۵/۹/۹۴

یہ بات قابل ذکر ہے کہ نہ صرف پاکستان کے ہر بورڈ کا ہر نتیجہ بلکہ ہمسایہ ممالک میں بھی تمام امیدواروں کا نتیجہ یک مشت نہیں نکالا جاسکتا اور مختلف ناگزیر وجوہات کی بنا پر بہت سارے آر۔ ایل (Result Late) ہوتے ہیں جن کے نتیجے کا اعلان بعد میں ہوتا ہے۔

تاہم بورڈ ہذا نے اپنے مروجہ قواعد کے مطابق مذکورہ سینٹروں کے امیدواروں کا نتیجہ جلد از جلد ۱۵ ستمبر ۱۹۹۴ء تک جاری کردیا۔

(ب) بورڈ ہذا میں میٹرک کے سالانہ امتحان ۱۹۹۴ء کے کسی بھی امتحانی سینٹر کے پرچے گم نہیں ہوئے ہیں۔

مروجہ قوانین کے مطابق کوئٹہ سے باہر کے تمام سینٹروں سے امتحانی پرچوں (جوابی کاپیاں) کے پارسل بنا کر نزدیکی ڈاک خانے کے ذریعے بورڈ کے دفتر کے بذریعے رجسٹرڈ پارسل بھجوائے جاتے ہیں۔

اس سال میٹرک کے سالانہ امتحان ۱۹۹۴ء از گورنمنٹ ہائی اسکول مسلم باغ اور گورنمنٹ ہائی اسکول قلعہ سیف اللہ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۹۴ء بذریعہ ڈاک خانہ مسلم باغ سے روانہ کئے گئے جو آج تک سات (۷) ماہ بعد بھی دفتر ہذا کو موصول نہیں ہوئے۔ اس سلسلے میں ڈاک خانے سے متعدد بار شکایت کی گئی اور بار بار ڈاک خانے کی طرف سے یہ اطلاع دی گئی کہ ان کی طرف سے اس سلسلے

میں انکوائری جاری ہے وہاں سے خاطر خواہ جواب ملنے پر مزید کاروائی عمل میں لائی جائے گی ڈاک خانے کے ساتھ خط و کتابت کی فوٹو کاپیاں آخر پر ملاحظہ فرمائیں۔

جس میں ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس کوئٹہ کے مراسلہ نمبر ۹۵-۹۴/۲۷/CR/MISC مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۴ء اور چیف پوسٹ ماسٹر کے مراسلہ نمبر ۹۵/۹۴/۳۰/۱-L مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۴ء خاص طور پر قابل غور ہیں جس سے ظاہر ہے کہ پرچوں کے بنڈل محکمہ ڈاک سے گم ہوئے ہیں نہ کہ بورڈ ہذا سے۔

اس کے باوجود بورڈ نے بلا تاخیر مذکورہ امیدواروں کا نتیجہ اپنے موجہ قوانین کے مطابق ۹۴-۹-۱۵ کو نکال دیا۔ جن مضامین کے پرچے ڈاک خانے سے گم ہوگئے ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مضمون	نام سینٹر	تاریخ ترسیل	رجسٹری نمبر متعلقہ سینٹر
	ڈرائنگ (ب)			۳۱۳
				۳۱۴
	اسلامیات اختیاری	مسلم باغ	۹۴/۳/۳۱	۳۱۵
	کیمسٹری۔ جنرل سائنس			۳۱۶
	حساب اختیاری			۳۱۷
	جنرل سائنس			۳۱۸
	حساب	قلعہ سیف اللہ	۹۴/۳/۳۱	۳۱۹

منجانب :- پوسٹ ماسٹر مسلم باغ

منجانب :- جناب چیف پوسٹ ماسٹر صاحب کوئٹہ

تاریخ :- مورخہ ۹۴/۸/۲۹

عنوان :- مسلم باغ پارسل نمبر ۳۱۳- ۳۱۴- ۳۱۵- ۳۱۶- ۳۱۷- ۳۱۸ اور ۳۱۹ کا تقسیم نہ ہونا

آج مورخہ ۹۴/۸/۲۹ جناب کنٹرولر صاحب بلوچستان (BISE) نے ٹیلیفون پر اطلاع دی

ہے کہ مندرجہ بلا نمبر پارسل جو کہ مسلم باغ کے مورخہ ۹۴؍۳؍۳۱ کو رک ہوئے تا حال ہمیں موصول نہیں ہوئے جس کی وجہ سے میٹرک کا رزلٹ آوٹ نہیں ہو رہا ہے۔

براہ مہربانی کنٹرولر صاحب بلوچستان بورڈ (BISE) کو تقسیم وصولی سے مطلع فرما دیں نوازش ہوگی۔

یاد رہے مورخہ ۹۴؍۳؍۳۱ کو مندرجہ بلا نمبر کی پارسل۔ پارسل کے ساتھ بھی جا چکے ہیں۔

(۱) کاپی برائے اطلاع جناب کنٹرولر صاحب (BISE) کوئٹہ

(۲) کاپی برائے اطلاع جناب ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب ڈاکخانہ برائے ضروری کارواء

عنوان :۔ مسلم باغ پارسل نمبر ۳۱۳ ۔ ۳۱۴ ۔ ۳۱۵ ۔ ۳۱۶ ۔ ۳۱۷ ۔ ۳۱۸ اور ۳۱۹ مورخہ ۹۴؍۳؍۳۱ کنٹرولر بورڈ آف انٹرمیڈیٹ سیکنڈری (ایجوکیشن) بحوالہ پوسٹ ماسٹر مسلم باغ کا مرسلہ نمبر ۳۱ مورخہ ۹۴؍۸؍۲۹ کے تحت قلمی ہے کہ آپ مذکورہ بالا رجسٹرڈ پارسلوں کے بارے میں مطلع کریں کہ وہ تقسیم ہوئے ہیں یا کہ نہیں اور اگر تقسیم ہوئے ہیں تو کس تاریخ کو۔ معاملہ اشد ضروری ہے۔

نمبر شمار	نام سینٹر	وجہ	تاریخ نتیجہ
۱۔	باغبانہ	ایوارڈ لسٹ کا موصول نہ ہونا	۹۴؍۹؍۱۲
۲۔	خضران (مولا)		
۳۔	اورناچ	ایوارڈ لسٹ کا موصول نہ ہونا	۹۴؍۹؍۱۲
۴۔	مسلم باغ	پرچوں کے بنڈل محکمہ ڈاک سے موصول نہ ہونا	۹۴؍۹؍۱۵
۵۔	قلعہ سیف اللہ		
۶۔	درگ	بیالوجی مضمون کے پریکٹیکل کے ایوارڈ متعلقہ ایگزامنر سے نہ پہنچنا۔	۹۴؍۹؍۱۵

یہ بات قابل ذکر ہے کہ نہ صرف پاکستان کے ہر بورڈ کا ہر نتیجہ بلکہ ہمسایہ ممالک میں بھی تمام امیدواروں کا نتیجہ یک مشت نہیں نکالا جا سکتا اور مختلف ناگزیر وجوہات کی بنا پر بہت سارے آر۔

رخصت کی درخواستیں

جناب چیئرمین :- رخصت کی درخواستیں اگر ہیں تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں گے۔

اختر حسین خان (سیکریٹری اسمبلی) :- جناب محمد صادق عمرانی ایم پی اے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے ہیں لہٰذا انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- ڈاکٹر عبدالمالک صاحب صوبائی وزیر تعلیم اسلام آباد سرکاری مصروفیات کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں انہوں نے سولہ اور سترہ اکتوبر کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- جناب شوکت بشیر مسیح ایم پی اے صاحب لاہور تشریف لے گئے ہیں انہوں نے اس بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- جناب محمد سرور خان کاکڑ صوبائی وزیر اسلام آباد تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے مورخہ سولہ اور سترہ اکتوبر کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- مولانا عبدالباری صاحب ایم پی اے صاحب نے طبیعت ناساز ہونے کی بناء پر آج کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

امن و امان کی صورت حال پر عام بحث

جناب چیئرمین :- آج امن و امان کے صورت حال کے بارے میں عام بحث ہے۔ جو معزز رکن بولنا چاہیں گے ان کو باری باری موقع دیا جائے گا۔

مولانا عبدالواسع :- جناب اسپیکر صاحب۔ الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ اللہ الذی نصطفی امابعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم - قال اللہ تعالیٰ فی القران مجید و فرقان الحمید من قتل نفسا او فساد فی الارض فک انما قتل الناس۔ صدق اللہ العظیم۔

جناب اسپیکر صاحب اور معزز اراکین اسمبلی۔ آج اس معزز ایوان میں امن و امان کے مسئلہ پر جو بحث ہو رہی ہے میرے خیال میں امن و امان نہ صرف حزب اختلاف کی ضرورت ہے نہ صرف حزب اقتدار کی ضرورت ہے بلکہ یہاں رہنے والے اس صوبے کے رہنے والوں کی جتنے بھی لوگ یہاں رہتے ہیں ان کا جس جماعت اور جس فرقے سے وہ تعلق رکھتے ہیں ان کے لئے امن و امان ایک بنیادی ضرورت ہے یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ لہٰذا میں سب سے پہلے جناب اسپیکر صاحب اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس کے لئے آپ نے ایک دن رکھا تاکہ سارے معزز اراکین اسمبلی اس پر دل کھول کر بحث کریں اور بلوچستان میں رہنے والوں کے لئے کوئی ایسا حل تلاش کرے تاکہ بلوچستان میں رہنے والے بالکل آرام سے اپنی زندگی گزار سکیں۔ جناب اسپیکر جو آیات کریمہ میں نے تلاوت کی آپ کے سامنے میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پیش کی اس میں اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے اگر کوئی انسان قتل کردیا گیا ہو بغیر کسی بدلے اور قصاص کے یعنی انہوں نے اگر پہلے قتل کیا تھا تو بغیر بدلے اور قصاص کے کسی انسان کو قتل کردے بغیر فساد فی الارض کے یعنی وہ زمین پر فساد نہیں پھیلاتے تھے فساد نہیں کرا رہے تھے یعنی بالکل معصوم انسان

کو قتل کردیا گیا تو یہ قتل پوری انسانیت اور پوری دنیا کے قتل کے مترادف ہے۔ جناب اسپیکر۔ یہاں دو مسلمان رہتے ہیں اس صوبے میں جو مسلمانوں نے تحریک چلائی تھی انہوں نے تحریک شروع کی پاکستان اور بلوچستان حاصل کرنے کے لئے اور بلوچستان کا خطہ حاصل کرنے کے لئے تو اس وقت متحدہ ہندوستان کے دور میں کیا مسلمانوں کو نماز کا موقع میسر نہیں تھا وہ نماز ادا نہیں کرسکتے تھے کیا متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کو روزہ رکھنے یا حج کا موقع فراہم نہیں تھا؟ میرے خیال میں کوئی ایسا موقع نہیں تھا کہ کوئی غیر مسلم ہندو یا کوئی اور فرقے والوں نے مسلمانوں کو نماز سے نہیں روکا تھا لیکن پھر بھی جب مسلمانوں نے تحریک چلائی پاکستان بنانے اور بلوچستان کی سرزمین حاصل کرنے کے لئے تو مطلب یہ تھا کہ ہم اپنی اجتماعی زندگی ہم اپنی معاشرتی زندگی میں ایسا نظام قائم کریں اپنی مرضی کا نظام رائج کرنے کے لئے ہمیں موقع مل جائے جو نظام قرآن کا ہے جو نظام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا ہے۔ لیکن اس امن و امان کے بارے میں لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اچھی زندگی گزارنے کے لئے اللہ جل جلالہ نے حدود کا نظام رائج کیا ہے تاکہ مسلمانوں کے درمیان حدود کا نظام قائم ہو۔ ایک نفس اور ایک انسان پر حد قائم ہو جائے ان کے جرم کے بارے میں تاکہ دوسرا مسلمان یا دوسرا انسان کس پر ہاتھ نہ ڈال سکتا ہو اسلئے اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں پر حدود کا نظام رائج کیا ہے اسی طرح اگر کوئی چوری کرے اور امن و امان جب بھی خراب ہوتا ہے تو ایک مفسد آدمی کی وجہ سے خراب ہوتا ہے جب معاشرے میں مفسد آدمی پیدا ہو جائے کوئی چور ہو کوئی زانی ہو کوئی قاتل ہو یا کوئی بدمعاش ہو اس کے تمام برے کاموں کے بارے میں اس کے ہر جرم کے بارے میں اللہ جل جلالہ نے واضح ہدایات بھیجی ہیں مسلمانوں کے درمیان پر امن زندگی گزارنے کے لئے۔ اگر دیکھا جائے چوری کے بارے میں ایک چور پیدا ہو جائے تو اس چوری کی وجہ مسلمان لوگوں کے درمیان بلا لڑائی ہوگی اور معاشرہ اس سے خراب ہو جاتا ہے۔ اللہ جل جلالہ کا حکم ہے۔ (قرآنی آیات تلاوت فرمائیں)

ترجمہ :۔ اگر ایک چور یا ایک چور عورت آپ کے درمیان پیدا ہو جائے اور آپ کا معاشرہ خراب کرنے کے لئے تو آپ کے لئے یہ ہدایات ہیں کہ حکومتی سطح پر آپ لوگوں میں جو ایک حاکم ہو وہ حاکم اس پر ایک حد نافذ کرے تاکہ دوسرے لوگ یہ سوچ نہ سکیں کہ دوبارہ کس مسلمان کے مال پر ہاتھ ڈالے۔ تو اس لئے اللہ جل جلالہ نے یہ نظام قائم کیا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ۴۵، ۴۶

سال بعد مسلمانوں اس ملک کو حاصل کرنے کے بعد بھی ہمیں مکمل اور یہ پاک نظام ہمیں نصیب نہیں ہوا۔ اس وجہ سے ہمارے درمیان امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ جو وقت امن و امان جو خراب ہوتا ہے وہ اس وجہ سے کہ فساد جو ہوتا ہے جرم ہوتا ہے لیکن جرم کے سدباب کے لئے کوئی کافی اور شافی نظام موجود نہیں ہے تاکہ وہ اسے روک سکے۔ اس طرح زانی کے بارے میں اگر ایک انسان ایک بدمعاش اور بداخلاق انسان پیدا ہوجائے معاشرہ میں اور زناکار انسان پیدا ہوجائے معاشرہ میں اور ایک انسان کی عصمت دری کی کوشش کر رہا ہے تو اللہ جل جلالہ کا ایک واضح حکم ہے۔ (آیات قرآنی تلاوت کی)

اگر ایک زناکار یا ایک زانیہ آپ کے معاشرہ میں پیدا ہوجائے۔ اگر غیر شادی شدہ ہو تو سو کوڑے ان کو لگانا چاہئے۔ اگر شادی شدہ ہو تو رجم کا نظام اس پر نافذ کرنا چاہیے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں یہ سب جرائم موجود ہیں۔ لیکن ان کے لئے کافی و شافی نظام موجود نہیں ہے اس لئے امن و امان کے خراب ہونے کا مسئلہ ہمارے معاشرہ میں موجود ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ اگر ایک آدمی ایک مسلمان کو بغیر کسی جرم بغیر کسی دست درازی کے قتل کردے تو ان کے بدلے میں دوسرا قاتل قصاص ہوجائے گا اور یہ قصاص بر سرے عام ہوگا۔ اور بر سرے عام قصاص شہر میں ہوجائے دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل کرنے کے لئے اگر ایک آدمی کو میزان چوک پر پھانسی ہوجائے اور اس کا سر کاٹ دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب اسپیکر تو پھر کوئی آدمی دوسرے آدمی کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کرسکتا ہے۔ لیکن یہ بدقسمتی ہے جتنے بھی یہاں مسلمان بیٹھے ہیں اور ہم یہاں بیٹھے ہیں اور ہم امن و امان کی باتیں کرتے ہیں اور امن و امان کے لئے تجاویز پیش کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خالی خولی باتیں ہیں۔ اگر ہمیں یہ سوچنا ہے تو اس اسمبلی سے اس ایوان سے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کرنا چاہیے کہ کم از کم ہمارے بلوچستان کا جو صوبہ ہے جو دین دار لوگوں کا صوبہ ہے اس میں وہی نظام نافذ کرے وہی نظام رائج کرے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل یہاں پر لائے تھے۔ مسلمانوں کی زندگی گزارنے کے لئے ۔ لیکن جناب اسپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کا حکومتی نظام یہی ہے۔ اگر کوئی حکومت یہاں کرنا چاہتا ہے اور کوئی حکومت اس زمین پر کرنا چاہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے یہی نظام ہے۔ اگر اس نظام پر عمل درآمد ہوجائے اور حاکم کے ہاتھ میں یہی نظام موجود ہو تو میں یہ

نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ حکمران امن و امان کے مسئلہ میں ناکام ہو جائے گا۔ اگر یہ نظام اس کے ہاتھ میں موجود نہیں ہوگا تو انسانوں کے دماغ سے پیدا کیا گیا نظام اور بنایا گیا ہوا نظام امن و امان کے مسئلہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اگر آج کل اور پرسوں اس مسئلہ پر جتنی بحث ہو جائے اور جتنی بھی تجاویز پیش ہو جائیں امن و امان کے لئے۔ امن و امان برقرار رکھنے کے لئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نظام کے بغیر ہمارے لئے کوئی حل نہیں ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جناب اسپیکر! حزب اقتدار پارٹی کی طرف سے ہمیشہ یہ جواب ملتا ہے کہ بلوچستان میں امن و امان کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر اس کا موازنہ کراچی سے کیا جائے اور اگر اس کا موازنہ دوسرے صوبوں سے کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلے کا حل نہیں ہے کہ آپ اپنے فساد اور اپنی خرابی کا موازنہ دوسرے صوبے سے کریں گے اگر اس سے کم ہو تو آپ اس پر غور نہیں کریں گے۔ اگر اس کے مساوی ہو جائے تو آپ اس پر غور کریں گے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی انصاف کی بات نہیں ہے۔ حقیقت کی بات چھپانا حقیقت سے آنکھیں چھپانا اور بند کرنا میرے خیال میں اچھی بات نہیں ہے۔ اچھا کام نہیں ہے۔ آج کل ہمارے صوبے بلوچستان میں جو امن و امان کا مسئلہ ہے اور امن و امان جتنا بھی خراب ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر گہری سوچ سے اس پر نظر ڈالی جائے تو پورے صوبے میں کوئی بھی ایسا مسئلہ موجود نہیں ہے جو میں فساد اور نظام کی خرابی موجود نہ ہو جو ہمارے صوبے میں موجود نہ ہو۔ میں کل کے واقعہ پر آتا ہوں۔ جناب اسپیکر! ہمارا جواب یہی ہوتا ہے حقیقت سے ہم آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ کہ یہاں پر قبائلیت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہاں پر قبائلیت ہے اور یہاں پر قبائلی نظام ہے تو اس اسمبلی میں بیٹھنا اور اسمبلی میں کس قانون کے تحت آئے ہیں۔ اگر ہم ایک طرف اسمبلی کو بھی مانتے ہیں اور انگریزوں کا جو یہاں پر ٹوٹا پھوٹا نظام ہے۔ تو اسے ہم نے یہاں پر کسی نہ کسی حد سے مانا ہے اسے اپنے درمیان رائج کرنے کے لئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ انگریز کے اس نظام پر جو امن و امان قائم رکھنے کے لئے اور ہماری زندگی گزرانے کے لئے جو نظام رکھا ہے۔ اس پر تو عمل کریں لیکن اس پر بھی تو عمل نہیں ہو رہا ہے۔ اللہ کا نظام ہمارے درمیان موجود نہیں ہے۔ ہمارے معاشرے میں موجود ہی نہیں ہے جب بھی ہمارے سامنے کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ تو پھر ہم بھی قبائلیت کی طرف دیکھتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! یہ جو کل ڈاکٹر صاحب کے قتل کا واقعہ ہے یہ کس جرم کی پاداش میں ہوا۔ اس

بیچارے نے کونسا جرم کیا ہے۔ اور وہ کس وجہ سے قتل ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ مسئلہ ہے تو پھر یہ مسئلہ کب بند ہوگا۔ اس سلسلہ میں تو معصوم جانیں ضائع ہو جائیں گی۔ اس قبائلیت کے دور میں جب کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ قبائلیت نہیں ہے اس قبائلیت کا کتنا بڑا دامن ہے کہ اس سے کوئی معصوم انسان کسی حد تک نہیں رہ سکتا ہے۔ لہذا جناب اسپیکر! میں قائد ایوان سے اور تمام معزز اراکین اسمبلی سے جتنے بھی بلوچستان کے نمائندہ ہیں۔ میں ان سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ مخالفت برائے مخالفت چھوڑ دیں اور اس مسئلہ کے لئے کوئی ایسا حل تلاش کریں تاکہ کسی کی معصوم جانیں ضائع نہ ہو۔ اگر اس مسئلہ پر غور نہ ہوا تو بلوچستان کا کوئی خطہ امن و امان کے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ بلکہ ہر جگہ امن و امان خراب رہے گا۔ اگر کوئٹہ شہر میں یہاں پر حکومت بھی ہے۔ پولیس ہے فوج بھی ہے۔ ارکان اسمبلی و منسٹر حضرات بھی یہاں بیٹھے ہیں اور یہاں امن و امان کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں اور اس سے گزر گئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہاڑوں کے دامن میں اور گلی کوچوں میں اس مسئلہ کو کوئی بند نہیں کر سکے گا۔ لہذا بلوچستان میں مجموعی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کل جو حالات ہیں وہ بالکل امن و امان کا مسئلہ ہے۔ بالکل امن و امان خراب ہے۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ اسے کوئی مانتا ہے یا نہیں۔ لیکن اس مسئلہ پر غور کرنا ضروری ہے۔ اگر قائد ایوان یا کسی حکومتی پارٹی نے اس پر غور کر لیا اور اس پر حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے مل بیٹھ کر کوئی لائحہ عمل طے کیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر ان کا انصاف ثابت ہو جائے گا۔ اگر انھوں نے اس سے آنکھیں بند کر لیں تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انصاف تو نہیں ہے۔ لیکن اس طرف سے ہمیں یہ جواب مل جائے گا کہ امن و امان دوسرے صوبوں کی نسبت ٹھیک ہے۔ یہی جواب ہمیں مل جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں کوئی دوسرا لائحہ عمل ہمیں نہیں ملے گا۔ و آخر دعونا۔ ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین :- کوئی دوسرا رکن یا قائد ایوان بات کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی (وزیر) جناب والا آج آپ کے حکم کے مطابق امن و امان پر بحث کا دن مقرر ہوا اور ہمیں امید تھی کہ اپوزیشن کی جانب سے حکومت کو اس مسئلے کے حل کے لئے تجاویز آئیں گی اور آج خوش قسمتی سے کابینہ کی میٹنگ بھی ہے خیال یہ تھا کہ ایسی تجاویز قابل

عمل ہوگی ان کو کابینہ میں ڈسکس کرکے اپنے معاملات کو مزید سدھاریں گے لیکن اپوزیشن کی طرف سے مولانا صاحب کی تقریر کے علاوہ اور کوئی تجاویز آئی نہیں اور مولانا صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان کے ارشادات کو ہم نے بڑے غور سے سنا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی یہ تقریر قومی اسمبلی میں ہوتی تو بہتر تھی کیونکہ زیادہ تر اس کا تعلق اسلامی قوانین سے تھا ان کے نفاذ سے تھا اس پر صوبائی سطح پر میں سمجھتا ہوں کہ بحث کوئی خاص کار آمد نہیں ہوگی اور انہوں نے اپنی تقریر میں یہ جملہ کہا کہ امن امان کی حالت بلوچستان میں درست نہیں ہے وہاں انہوں نے کسی واقعہ کی نشان دہی نہیں کی جن کو ہم اپنے سامنے رکھتے اور دیکھتے کہ ہم نے کہاں کہاں درست کرنا ہے کل کا واقعہ کا ہمیں دلی دکھ ہے افسوس ہے لیکن اس واقعہ کا تعلق بھی قبائلی تنازعات سے ہے اور جہاں تک قبائلی تنازعات کا تعلق ہے کوئی بھی حکومت ہو ہماری کولیشن گورنمنٹ ہو مولانا صاحب بیچ میں آجائیں یا کوئی دوسری حکومت ہو یا کوئی دوسری پارٹی آجائے وہ قبائلی معاملات میں اس حد تک مداخلت کرسکتی ہے جو ملک کے قوانین ہیں ان پر عمل رکے اور اگر کوئی شخص قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرے تو اس کو روکا جائے اور ہر ایک کو برابر قانون کے مطابق ٹریٹ کیا جائے لیکن کوئی حکومت بے شک کسی ایک پارٹی کی بھی کیوں نہ ہو سمپل میجارٹی Simple Majority کسی ایک پارٹی کی بھی کیوں نہ ہو وہ ایسا نہیں کرسکتے کہ وہ قبائلی معاملات میں اس حد تک مداخلت کرے کہ وہ یہ کہے کہ آپ آج سے اپنی قبائلی دشمنی ختم کردیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یا کوئی سیاسی پارٹی یا وفاقی حکومت ہم سے اس بات کی توقع کرتی ہے ہم قبائلی معاملات میں ایسی مداخلت کرائیں اور DICTATE کرائیں لوگوں سے کہیں کہ اپنی دشمنیاں ختم کردیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نا سمجھی ہے۔

مولانا صاحب نے آگے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ جب امن عامہ کا ذکر آتا ہے ہم دوسرے صوبوں پر بھی نظر ڈالتے ہیں اور یہ درست ہے کہ پہلے بھی ہم نے کہا اور آج یہ بات پھر دہرائیں گے کہ جب آپ بلوچستان میں امن عامہ کی بات کرتے ہیں تو آپ کو نگاہ ضرور دوسرے صوبوں پر بھی ڈالنی چاہئے کہ پاکستان کے دیگر صوبوں میں کیا حالات ہیں جب ہم دوسرے صوبوں کو دیکھتے ہیں تو تب ہم سکھ کا سانس لیتے ہیں کہ بلوچستان میں معاملات دیگر صوبوں سے بہت اچھے ہیں اور اگر ہم یہ سوچیں کہ یورپ کے کسی ملک یا غیر ملک سے کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں پھر یہ ہماری حکومت سے

اور بلوچستان سے زیادتی ہوگی جہاں تک ہماری حکومت کا تعلق ہے حکومت نے اپنی ترجیحات میں
اول رکھا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ معاملات کو سدھارا جائے اور ہمارے ہائی ویز پر کچھ دو چار ماہ
پہلے ڈاکے کی واردات ہوئی تھیں اب خدا کے فضل سے نہیں ہے میں کوئٹہ چمن کا ذکر کر رہا ہوں
وہاں بہتری آئی ہے کوئٹہ شہر میں اسلحہ کی نمائش پر جو پابندی لگائی ہے تو جناب والا آپ نے دیکھا
اس سے بہت معاملات بہتر ہوئے ہیں دیگر ہمارے ڈویژن اکا دکا واقعات کوئی دوسرے تیسرے روز
رپورٹ ہوتا ہے اتنے بڑے صوبے میں اتنے بڑے معاشرے میں ایسے واقعات کا ہونا کوئی انہونی
بات نہیں کل ہی کی بات ہے کل کا نوائے وقت اخبار میں پڑھ رہا تھا اس میں ایک نیوز آئیٹم ہے۔
یہ نوائے وقت کراچی ہے اس کی ہیڈ لائن میں پڑھ کر سنانا چاہوں گا۔ کہ ۳۶ ڈاکے۔ ۴۰ گاڑیاں
چھین لی گئیں ہر چالیس منٹ کے بعد ایک واردات تو صورت حال کراچی میں ایسی ہے کہ ہر چالیس
منٹ کے بعد ایک واردات ہوتی ہے باقی دیگر سندھ میں اس کے علاوہ ہے اس کے مقابلے میں
جب آپ کوئٹہ پر نظر ڈالتے ہیں یا ہمارے باقی صوبے کے حصے پر نظر ڈالتے ہیں تو خدا کے فضل و
کرم سے حالات بہت بہتر ہیں اس میں شک نہیں کہ اور اچھی بہتری بھی آسکتی ہے اس میں جناب
اسپیکر وسائل کی ضرورت ہے ہماری اس حکومت کی یہ کوشش رہی ہے کہ اپنے ہوم ڈیپارٹمنٹ
کو اس کی ضرورت کے مطابق وسائل میسر کریں لیکن مجبوری یہ ہے کہ وہ آسامیاں مانگتے ہیں
گاڑیاں جو مانگتے ہیں جو وہ اسلحہ مانگتے ہیں اگر انہیں ہم مہیا کریں تو ہمارے ترقیاتی فنڈز پر زد پڑتی
ہے یا ہمیں اپنے سوشل سیکٹر سے کمی کرنی پڑتی ہے تو سوشل سیکٹر کو اس وقت چھیڑنا ہمارے لئے
ممکن نہیں اگر وسائل ہوں ہم اپنے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو مہیا کریں تو پھر امن عامہ میں مزید بہتری
آسکتی ہے۔ جناب میں آخری میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے موقعہ دیا اور اپنے
اپوزیشن بینچز کو اور اپنے عوام کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک موجودہ حکومت کا تعلق ہے امن
عامہ کی صورت حال پر گہری نظر ہے اور یہ ہماری اول ترجیحات میں شامل ہے۔

جناب چیئرمین :- اب چونکہ اور کارروائی نہیں ہے لہٰذا اجلاس کی کارروائی ۱۷ اکتوبر
۹۴ء صبح گیارہ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس گیارہ بج کر پینتالیس منٹ پر ۱۷ اکتوبر ۹۴ء صبح گیارہ بجے (بروز دو شنبہ) تک کے لئے
ملتوی ہو گیا)